مُطالعات و تعلیقات

از:- قاضی اطہر مبارکپوری

انسانیت کا معیار:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ یا سریہ سے لوٹے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا کہ اے فاطمہ! تم اپنے آپ کو اللہ سے خرید لو، کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کچھ کام نہیں آ سکتا۔

آپ نے دیگر ازواج مطہرات اور اہل خانہ سے یہی بات فرمائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمومی انداز میں فرمایا۔

"بنو ہاشم میری اُمت بننے کے زیادہ مستحق نہیں ہیں۔ بیشک میری امت بننے کے زیادہ حقدار متقی لوگ ہیں۔ اور نہ قریش میری امت بننے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیشک میری امت بننے کے زیادہ مستحق متقی لوگ ہیں، اور نہ موالی اور غلام میری امت بننے کے زیادہ مستحق ہیں بیشک میری امت بننے کے زیادہ مستحق متقی لوگ ہیں۔ تم تمام انسان ایک مرد اور ایک عورت کی اولاد ہو، تم ناپنے کے برتن کے اوپری کور کی طرح برابر ہو، کسی کو کسی پر برتری نہیں ہے مگر صرف تقویٰ کی وجہ سے"

انسان نہ رنگ و نسل کی وجہ سے کمتر و برتر ہے اور نہ خاندان و قبیلہ کی وجہ سے اعلیٰ و ادنیٰ ہے

اور نہ جماعت وپارٹی کی وجہ سے اچھا اور برا ہے اور نہ رشتہ و نسبت کی وجہ سے کامیاب و ناکام ہے بلکہ ان تمام اختلافات و فرق کے باوجود تمام انسان ایک سطح کے ہیں۔ سب مٹی کے بنے ہیں سب آدم و حوا کی اولاد ہیں اور سب خدا کی مخلوق ہیں، انسانوں میں فرق پیدا کرنے والی چیز تقویٰ ہے اور خوف خدا ہے اگر کسی کے اندر یہ چیز پائی جاتی ہے تو ہر خوبی کا مستحق ہے وہ نسل و رنگ اور قوم و ملک سے ہو، اور اگر یہ چیز نہیں ہے تو وہ ہر برائی کا مرکز ہے چاہے وہ اپنی ذات میں کتنا ہی اونچا ہو، اسلام کا یہی انسانی معیار ہے اور اسی سے انسانوں کو پرکھا اور جانچا جائے گا۔ اگر آپ نے کوئی اور معیار بنایا ہے جو اس سے مختلف ہے تو ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ انسانیت کے مسائل حل نہیں کر سکتے، آپ کیا دنیا کی تہذیبیں اور حکومتیں یہ کام نہیں کر سکتیں ہیں جیسا کہ یہ نظارہ آج ہر طرف کھل کر برپا ہے۔

ایک صاحبِ دل خاتونِ اسلام :-

بصرہ کی ایک مشہور عابدہ زاہدہ اور خداپرست خاتون حضرت عفیرہ بنت ولید بویہ نے ایک مرتبہ ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آنکھوں والے آدمی کا اندھا ہو جانا اس کے لئے کتنی بڑی مصیبت اور تکلیف کی بات ہے، اس پر حضرت عفیرہؒ نے فرمایا۔

یا عبد اللہ عمی القلب عن اللہ اشد	اے اللہ کے بندے! دل کا اللہ سے اندھا
من عمی العین عن الدنیا، واللہ لوددت	ہو جانا بہت خطرناک ہے آنکھ کے دنیا سے
ان اللہ وھب لی کنہ محبتہٖ ولم یبق منی جارحۃ	اندھی ہونے سے، خدا کی قسم میری کا علین تمنا
الا اخذھا۔ [1]	ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت و مودت دیکر
	میرے جسم کا ہر ہر حصہ لے لے اور کچھ باقی نہ رکھے۔

اسلام میں عورتوں نے فضل و کمال کی کون کون سی منزلیں طے نہیں کی ہیں؟ اور زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور ورع و کمال کی کون سی بلندی ہے جس پر وہ نہیں پہونچی ہیں؟ حضرت عفیرہؒ بصریہ محبت خدا اور معرفت الٰہی کے جس مقام بلند پر پہونچ کر یہ بات کر رہی ہیں اس پر بہت سے صاحب فضل و کمال مردوں کی رسائی

---

[1] صحبت الهیان ص۳۹

بھی نہیں ہے وہ فرماتی ہیں کہ اگر آنکھیں دنیا کے دیکھنے سے اندھی ہو جائیں تو یہ کوئی اہم مصیبت نہیں ہے بلکہ بڑی مصیبت یہ ہے کہ دل معرفت خداوندی سے اندھا ہو کر خدا سے دور ہو جائے، یہ محرومی اور بدقسمتی انسان کو لے ڈوبتی ہے اور وہ کہیں کا نہیں رہ جاتا، اس اصولی بات کے بعد اپنا ذاتی تاثر بیان فرماتی ہیں کہ آنکھ کیا چیز ہے؟ میں تو اس پر راضی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت دے کر میرے جسم کے ایک ایک عضو کو لے لے۔

ایک خاتونِ اسلام کا تسلیم و رضا اور خدا پرستی کا یہ جذبہ اور حوصلہ؟ سبحان اللہ! ہمارے زمانہ کے مردوں اور عورتوں دونوں صنفوں کو اسلام کی اس بیٹی سے سبق لینا چاہئیے۔

مسلمان حاکم:- حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلام کے جلیل القدر مجاہد ہیں، آپ ہی کی زیر سرکردگی خلافت فاروقی میں عرب و عجم میں قادسیہ کے میدان میں وہ معرکہ ہوا جس کے بعد ہمیشہ کے لئے عجم کی شان ختم ہو گئی، مجوسیت کا طلسم بحق اسلام ٹوٹ گیا۔ اور عرب کے بدوؤں کی ٹھوکر میں کسریٰ کا تاج آیا۔

حضرت سعد جیسے بطل جلیل کی قدر و منزلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں جو رہی ہو گی اس کا اندازہ مشکل نہیں ہے اور خود حضرت سعد اپنے خلیفہ کے حکم پر جس جذبۂ تسلیم و رضا سے چلتے رہے ہوں گے اس کا اندازہ بھی مشکل نہیں ہے، اب ان دونوں حضرات کا ایک واقعہ سننے کے قابل ہے۔

فتح قادسیہ کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کے پاس لکھا کہ عراق میں مسلمانوں کی کوئی ایسی نو آبادی قائم کرو جوان کی فوجی چھاؤنی ہو، اس حکم کے مطابق حضرت سعد نے کوفہ شہر کو آباد کیا اور اپنی فوج کے سپاہیوں کو لے کر مکانات تعمیر کئے کرائے، خود اپنے لئے ایک قصر اور ایک مسجد بنائی، جب قلعہ تیار ہو گیا تو حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ سعد نے قلعہ کے دروازے میں کواڑ لگایا ہے، اس پر محمد بن مسلمہ کو کوفہ جانے کا حکم دیا اور کہا۔

فیلد عو بنار فیحرق ذلک الباب ثم ینصرف	کہ آگ منگا کر اس دروازہ کو جلائیں اور
من ساعته۔	اسی وقت مدینہ واپس آجائیں۔

چنانچہ محمد بن مسلمہ سرکاری حکم کی تعمیل کے لئے کوفہ گئے اور قصر سعد کے دروازہ کو آگ لگا کر

دوڑا واپس چلے آئے۔ جب حضرت کو اس کا علم ہوا تو ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا کیوں کہ وہ سمجھ گئے کہ یہ کام حضرت عمر کے حکم سے ہوا ہے[1]

مسلمان حاکم کے محل کا دروازہ اس لئے جلا دیا گیا کہ کہیں وہ کسی وقت حاجتمندوں اور مظلوموں کے لئے بند نہ ہو جائے اور عدل و انصاف اور حاجت روائی کے لئے چوبیس گھنٹہ تک جاری رہنے میں فتور نہ پڑے، اور دروازہ چوروں اور ڈاکوؤں کے ڈر سے لگایا جاتا ہے، خالص اسلامی بستی میں چوری اور ڈاکے کا کیا سوال..؟

اسلام کی اس سادگی اور ذمہ داری نے اسے انسانوں کا محبوب ترین ورثہ بنایا تھا اور انسان اسے اپنے لئے رحمت رکھتے تھے، آج تم کو کسی بھی طرز حکومت میں ایسے حکمراں مل سکتے ہیں؟ اور پوری دنیا میں اس کی کوئی ایک مثال بھی پائی جاتی ہے؟ باتیں بنانے والے تو بہت ہیں، کام کرنے والا ایک بھی کہیں ہے؟

دوستی کے چند نکتے:

مشہور عرب دانشور اور حکیم عمرو بن مسعدہ کی یہ باتیں روزمرہ کی زندگی میں بڑے کام کی ہیں، ان سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

(۱) غلامی بھائی بندی میں ہونی چاہیئے، کسی کی ملکیت میں رہ کر غلامی نہیں کرنی چاہیئے

(۲) باہمی دوستی میں خونی رشتہ سے زیادہ کشش ہوتی ہے۔

(۳) شریف آدمی تعلقات میں ان باتوں کی رعایت رکھتا ہے جن کی رعایت قرابت داری میں کی جاتی ہے،

(۴) تم لوگوں کو دوست بناؤ کیوں کہ دوست کشادگی کے زمانہ میں زینت اور تنگی کے زمانہ میں سامان کشادگی ہیں۔

(۵) دوستوں کی مثال آگ کی ہے کہ کم آگ بہترین سامان ہے اور زیادہ آگ تباہی ہے۔

(۶) روح محبوب سے زیادہ دوست سے مانوس ہوتی ہے۔

(۷) دوستی کا حق یہ ہے کہ دوستوں سے درگذر کیا جائے۔ اور اگر تقصیر ہو جائے تو چشم پوشی کی جائے۔

(۸) دوستی قرابت مستفادہ ہے۔

(۹) جب کبھی دو آدمیوں میں طویل تعلقات ہوتے ہیں تو ان دونوں میں کمال ہوتا ہے یا ان میں سے ایک میں خوبی ہوتی ہے

(۱۰) محروم وہ شخص ہے جو اچھے دوستوں سے محروم ہو،

---

[1] الاخبار الطوال ص۱۲۵

(۱۱) دوست کی ملاقات پیاسے کی سیرابی ہے

(۱۲) دوستوں سے کم ملنا جُلنا رنجیدگی اور اکتاہٹ سے نجات ہے۔

(۱۳) بُرے دوست اس زیادہ آگ کی طرح ہیں جو اپنے حصول کو خود ہی جلاتی ہے۔

(۱۴) جو شخص اعتماد سے پہلے آزمائش نہیں کرے گا اور تعلقات سے پہلے ہی اعتماد کرے گا تو اس کی دوستی کا پھل ندامت ہوگا۔

(۱۵) آپس میں عتاب تنقید دوستی کے لئے زندگی ہے۔

(۱۶) ظاہری عتاب و تنقید باطنی عداوت و غبار سے بہتر ہے۔

(۱۷) دل میں کینہ کپٹ چھپانا چقماق میں آگ چھپانے کے مانند ہے۔

(۱۸) قریبی تعلق والا اپنی عداوت کی وجہ سے دُور رہتا ہے اور دُور والا اپنی محبت کی وجہ سے قریب ہوتا ہے۔

(۱۹) دوست کی خیر خواہی ادب ہے اور دشمن کی خیر خواہی بد تہذیبی ہے۔ [1]

بظاہر چند موٹی موٹی باتیں ہیں اور ہم سب لوگ اس طرح کے جملے لکھ اور کہہ سکتے ہیں، مگر یہ بات نہیں ہے دنیا کے دانشوروں اور حکیموں نے اپنی دانائی اور حکمت نیز زندگی بھر کے تجربات و مشاہدات کے بعد چھوٹے چھوٹے جملوں میں اسرار حکم بھر دئے ہیں۔ تاکہ لوگ ان سے کام لیں اور ان تجربات و اقوال کی روشنی میں قدم بڑھائیں۔

ان باتوں میں ایک ایک بات پر غور کیجئے تو ان کی افادیت و اہمیت معلوم ہوتی ہے، پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمام اسرار و حکم احادیث رسول اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں، اور "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کے یہ اصول، اسلامی اصول زندگی سے ماخوذ ہیں۔ اسی لئے ہمارے نزدیک ان کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے

ایک خالص علمی اور دینی مجلس:—

دمشق میں ۱۰۲۹ھ کے رمضان کی سترہویں تاریخ اور چہارشنبہ کا دن ہے علی الصباح شہر کے ہر طبقہ کے اعیان و اشراف ایک میدان میں جمع ہو گئے علماء و مشائخ سمٹ سمٹ کر آ گئے، اور طلباء دین ذوق و شوق میں ایک ایک کر کے جمع ہو گئے، آج حضرت شیخ احمد بن محمد احمد مقری تلمسانی مالکی متوفی ۱۰۴۱ھ رحمۃ اللہ علیہ اس میدان میں بخاری شریف کا املاء ختم کرائیں گے، وہ کئی دنوں سے

[1] مجلہ رابطہ العالمی الاسلامی، مکہ مکرمہ

بخاری شریف کا املا کرا رہے تھے اور طلبہ کی جماعت کو اپنے سلسلۂ سند سے اس عظیم کتاب کی روایت کی اجازت دے رہے تھے، آج اسی کے ختم کا دن ہے، کئی ہزار آدمی شریک ہوئے، بخاری شریف کا ختم ہوا، کرسی لائی گئی، حضرت امام احمد تلمسانیؒ نے بیٹھ کر وعظ فرمایا۔ اور اسلامی عقائد اور علم حدیث کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس وقت تاثیر و تأثر کا یہ عالم تھا کہ گریہ وزاری کے ساتھ مجمع سے آواز بلند ہونے لگی، اسی وعظ میں انہوں نے امام بخاریؒ کے دو اشعار بھی سنائے اور بتایا کہ ان دو شعروں کے علاوہ امام بخاری کا اور کوئی شعر منقول نہیں ہے، وہ یہ ہیں۔

اغتنم فی الفراغ فضل رکوع　　　فعسی ان یکون موتک بغتہ

تم فرصت میں دو رکعت نماز کو غنیمت سمجھو　،　ہوسکتا ہے کہ اچانک تمہاری موت آجائے

کم صحیحٍ قد مات قبل سقیم　　　ذھبت نفسہ النفیسۃ فلتہ

بہت سے تندرست و توانا بیماروں سے پہلے ہی چل بسے، اور ان کی عزیز جانیں رائگاں گئیں

یہ مبارک جلسۂ ختم بخاری طلوع آفتاب سے ظہر کے قریب تک رہا، اور اس درس کا خاتمہ ان نعتیہ اشعار پر فرمایا جن کو آپ نے مدینہ منورہ سے الوداع کے موقع پر کہا تھا۔

یاشفیع العصاۃ انت رجائی　　　کیف یخشی الرجاء عندک خیبہ

اے شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم، آپ میری امید گاہ ہیں اور آپ کے یہاں کیونکر ناامیدی ہوسکتی ہے؟

واذا کنت حاضرًا بفؤادی　　　غیبۃ الجسم عنک لیس بغیبہ

جب آپ میرے دل میں تشریف فرما ہیں تو جسم کی غیر حاضری میں غیبوبت نہیں ہے . . .

لیس بالعیش فی البلاد انقطاع　　　اطیب العیش مایکون بطیبہ

جدائی کے بعد دوسرے شہروں میں جینے کا مزا نہیں ہے، بہترین زندگی ہے وہ ہے جو مدینہ منورہ میں گذرے

یہ ہیں مسلمانوں کی خالص علمی و دینی مجالس جن میں کسی طرف سے دنیا کا گذر نہیں ہوتا تھا اور جو مسلمانوں کے دینی جذبات و احساسات کی ترجمان ہوتی تھیں، اب بھی کہیں ایسی دینی مجلس ہوتی ہے؟